رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُل اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ ط

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اِک دن دیکھنا | عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا | میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

چندہ ساڑھے چار روپے مقامی خریداروں سے

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی تمام خط و کتابت مینیجر الفضل کے
قادیان (گورداسپور) پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۳ | یکم جولائی سنہ ۱۹۱۵ء | بروز پنجشنبہ | مطابق ۱۷ شعبان سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۴

مدینۃ المسیح

ہمارے سکول کی اصل غرض

تعلیم الاسلام ہائی سکول سے متعلق تعداد داخلہ طلباء کا ایک معاملہ پیش ہونے پر حضرت اولوالعزم (ایدہ اللہ بنصرہ) نے فرمایا کہ ہماری درسگاہ کے قیام کا اصل مدعا یہ نہیں ہے کہ امتحانوں میں بہت سے ہی پاس ہوں یا انہی لڑکوں کو داخل کیا جائے۔ جن کی حالت تعلیمی پہلو سے امید افزا ہو بلکہ غایت حقیقی یہ ہے کہ یہاں رہ کر لڑکے دین سیکھیں۔ اور تقوےٰ و پرہیزگاری اختیار کرنے کے عادی بنیں۔ اگر امتحانوں کے نتائج قابل فخر یا طمانیت بخش نکلیں۔ تو یہ اللہ تعالےٰ کا انعام ہے ورنہ مہتمموں اور معلموں کے پیش نظر ہمیشہ وہی اصل غرض ہونی چاہیئے ❊

دو دو بیویاں کرنا

منشی فرزند علی صاحب فیروزپوری کے خطبۂ نکاح میں جس کی خبر پچھلے پرچہ میں لکھی جاچکی ہے۔ حضرت اقدس ایدہ اللہ نے بہت سے معقولی و منقولی دلائل سے اثبات پر زور دیا کہ ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ عام مسلمانوں نے جو اپنے طرزِ عمل سے کثرت ازدواج کو بدنام کر رکھا ہے وہ برخلاف اس کے اپنے عدل و حسن سلوک سے ثابت کرنے کی کوشش کریں کہ دو بیویاں کرنا بالکل ممکن العمل اور مستحسن امر ہے۔ جن مسلمانوں کی بدسلوکی نے عورتوں کو اس مفید و واجبی اجازت سے بدظن کر رکھا ہے۔ حتےٰ کہ مردوں کی ایسی ہی کمزوریاں اور ناانصافیاں بعض جاہل و بے دین عورات کے ارتداد تک کا موجب بن جاتی ہیں انہیں خدا کے حضور جواب دہ ہونا پڑیگا کہ انکی غلط کاری سے دین حق کو ضعف پہنچا۔ اور اس کے پاک نام پر حرف آیا۔ (مفہوم بالفاظ راقم) افسوس کہ یہ خطبہ ہمارے رپورٹر صاحب نوٹ نہ کر سکے ورنہ لفظ بلفظ ہدیہ ناظرین کرتے ❊

حضرت نواب محمد علیخان صاحب قبلہ دام اقبالہم مع

اخبار احمدیہ

موضع کرک جاٹاں ضلع رہتک سے برادر معز الدین صاحب کی گذارش پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے ماسٹر نور الٰہی صاحب کو برائے وعظ جانے کی اجازت دی خدا تعالیٰ کامیاب کرے ❊

ماسٹر عبدالرحیم صاحب مع رفقاء ماچھی واڑہ سے راہوں اور کریام پہنچے۔ ۲۵ جون کو تقریریں ہوئیں۔ اس کے بعد نواں شہر میں وعظ ہوئے ❊

شملہ سے ایک صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ سے پوچھا کہ مکفرین حضرت مسیح موعود کے بارہ میں تمہارا کیا اعتقاد ہے۔ آیا ایسے لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں یا نہیں۔ انہوں نے تو حضرت اقدس کو خارج از اسلام قرار دیا ہوا ہے اسکا جواب اس نے یہ دیا کہ ہم ایسے لوگوں کو بھی دائرہ اسلام سے خارج نہیں سمجھتے

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان چھپ کر شائع ہوا)

افسوس اور پھر افسوس کہ ان منکرانِ خلافت کی حالت کیا سے کیا ہو گئی۔ اور دن بدن رو بتنزل ہے پہلے یہ لوگ اتنا تو مانتے تھے کہ جنھوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو کافر کہا ہے انھیں ہم بھی کافر کہتے ہیں لیکن اب غیر احمدیوں کی محبت نے اس روک کو بھی دُور کر دیا۔ سوال تو یہ ہے کہ جب بقول مولوی محمد علی صاحب مسیح موعودؑ کے نہ ماننے والے بھی دائرہ اسلام کے اندر رہ کر کافر یا المسیح ہیں تو اس فقرہ کا کیا مطلب ہے جو یہ یہی کہتے ہیں کہ ہم صرف کافر کہنے والوں کو کافر کہتے ہیں کیونکہ اگر یہ کفر دائرہ اسلام کے اندر ہے تو مسیح موعود کو نہ ماننے والا بھی تو بقول مولوی محمد علی ایسا ہی کافر ہے پھر فرق کیا ہوا؟

لاہور کے میاں محمد سعید سعدی شملہ گئے ہیں انھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پر ماشاء اللہ اچھا عبور ہے امید ہے کہ شملہ کے مباحثہ میں خوب تائید حق ہو گی۔ آپ منکرانِ خلافت کے مناظر مرہم عیسےٰ کے حقیقی بھائی ہیں اور انکی حرکات سے خوب واقف ہیں اس لئے مناظرہ میں انکی وجہ سے ضرور لطف بڑھ جائے گا ؛

ایک صاحب نے اخبار کے متعلق ایک تعمیل طلب خط لکھا ہے۔ نیز یہ کہ جب قادیان آؤنگا تو چندہ ادا کرونگا لیکن اپنا نام اور پتہ وغیرہ کچھ نہیں لکھا۔ اس لئے دفتر تعمیل کرنے سے معذور ہے کئی احباب ایسی ہی غلطی کرتے ہیں جسکی وجہ سے انھیں بھی تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے اور دفتر کو بھی۔ اس لئے چاہیئے کہ خط لکھتے وقت صاف طور پر اپنا پورا پتہ ضرور لکھا کریں ؛

بمبئی سے جناب مفتی محمد صادق صاحب اپنی آخری چٹھی میں مطلع فرماتے ہیں کہ وہاں ایک جگہ عیسائیوں اور مسلمانوں کا مباحثہ ہو رہا تھا۔ آپ بھی وہاں پہنچے اور خدا تعالےٰ کے فضل و توفیق سے تقریر کرنے کا موقعہ مل گیا جسمیں مفتی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مفصل ذکر کیا دونو فریق بہت گھبرائے مگر پبلک نے بڑی غور سے سُن لیا اگر وہاں کوئی مبلغ مستقل طور پر اپنا کام کچھ عرصہ تک کرتا رہے تو اچھی تبلیغ ہو سکتی ہے ؛

منشی محمد ابراہیم صاحب قائمقام منیجر الفضل آج مقدمات کی تاریخ پر جاتے۔ احباب کامیابی کے لئے دعا کریں ؛

خبریں

جنگ

مغربی محاذ کے پیغامات برقی میں ۲۵۔ جون کی خبر ہے کہ مقام میوز واقع کو لون کی سطوح مرتفع پر ایک بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ جرمنوں نے تمام محاذ پر ایک زبردست دھاوا کیا فرانسیسیوں پر بمب اور شعلہ گیر سیال مادے پھینکے۔ مگر دشمن کو آخر پسپا کر دیا گیا۔ جرمنوں نے آدھی رات کو پھر حملہ کرنیکی کوشش کی لیکن اِدھر کی آتشباری سے تنگ آکر بنقصان کثیر منتشر ہونا پڑا ؛

دریائے فیچ کے کناروں پر بھی غیر معمولی طور پر جنگ ہوئی۔ دشمن کے حملوں کی مدافعت اہل بوبریلنے کی فرنچ گولوں نے صدہا درختوں کو اُڑا دیا پھر انکی پیدل سپاہ آگے بڑھی۔ امید کیجاتی ہے کہ یہاں کامیابی ہوتے پر جلدی ہی مقام منسٹر بھی ہمارے قبضہ میں آجائے گا ؛

جرمن جنگی وقائع نگار روسیوں کے سپاہیانہ جوہر کی داد دیتے ہیں کہ انھوں نے لیمبرگ کے معرکہ میں واقعی خوب مردانگی دکھلائی ؛

لیمبرگ کی تسخیر پر جرمنی میں بہت خوشیاں منائی جا رہی تھیں لیکن ۲۵ کی شب کو غنیم نے اپنے جو نقصانات اس معرکہ کے متعلق شائع کئے اُن سے ساری خوشی کرکری ہو جاتی ہے ؛

اطالین جنگی جوانوں نے بہت سے جرمن قیدی گرفتار کئے ہیں جو اپنے بیان کے مطابق میکلنبرگ والی تیس ہزار جمعیت سے تعلق رکھتے تھے ؛

۲۷ جون کی تار خبروں میں ایک سرکاری اطلاع سے پایا جاتا ہے کہ تمام محاذات کے پرلی طرف گرد آوری کی گئی تو پتہ لگا کہ غنیم اپنے مورچوں کے استحکام میں کمال مستعدی دکھلا رہا ہے۔ افواج کمک برابر پہنچ رہی ہیں اور جدید توپخانے چڑھائے جا رہے ہیں لیکن اٹلی کے چھوٹے چھوٹے دستوں نے وہاں پہنچکر اور بہادرانہ دھاوے کر کرکے اسکے ہوش باختہ کر دیئے ہیں ؛

روم (پایہ تخت اٹلی) کا ایک پیام برقی مظہر ہے کہ ۲۲ جون کو سنقوطری کے بیرونی دامنوں میں مانٹی نیگرو کی سپاہ پہنچ گئی تھی جس نے رستہ میں چند سو البانیوں کو منتشر کیا جنھوں نے کچھ کمزور سا مقابلہ کیا ؛

برٹش افواج کے ساتھ میدان کارزار میں ریفارمیٹری سکولوں اور مدارس دستکاری کے ۱۹۶۴۸ لڑکے بھی داد مردانگی دے رہے ہیں ؛

مغربی میدان جنگ کی ایک تار خبر مورخہ ۲۷ جون مظہر ہے کہ جرمنوں نے ایک اور سخت حملہ کیا مگر بڑی خونریز کشمکش کے بعد دشمن کو پسپا ہونا پڑا ؛

جرمنی کی ایک آبدوز کشتی پر ۲۷ جون کو پہلے زور کا دھماکہ سُنائی دیا پھر ڈوب گئی صرف کمانڈر اور دو اہل کشتی بچے باقی سب غرق ؛

ہفتہ مختتمہ ۲۳ جون کے اندر برطانیہ کے تین تجارتی جہاز جرمن آبدوزوں کی دستبرد سے غرق ہوئے ؛

مختلف

قسطنطنیہ کا ایک تار ظاہر کرتا ہے کہ سلطان ٹرکی بیمار ہیں برلن (جرمنی) سے ایک سپشلسٹ ڈاکٹر پتھری نکالنے کے لئے بلایا گیا ہے اس کے طبی مشورہ سے اپریشن بہ کامیابی کیا گیا ؛

لنڈن گزٹ میں ایک اعلان شائع کیا گیا ہے جس کے رو سے چین۔ سیام۔ آسام۔ ایران اور مراکو کی برطانی رعایا مجاز ہو گی کہ غنیم کی رعایا سے کاروبار تجارت کر سکے ؛

ایمسٹرڈم کی ایک تار خبر ہے کہ جرمنی میں فصلوں کیحالت مایوسی بخش ہے۔ خشک سالی کے سبب مویشی کا گزارہ درختوں کے پتوں سے چل رہا ہے ؛

جرمنی کا سوشلیٹ آرگن ایک مضمون صلح کی تائید میں شائع کرنے پر بند کیا گیا ؛

برٹش نیوی (محکمہ بحری) کے تازہ تخمینہ سے پایا جاتا ہے کہ حسابی سال رواں میں جو ۳۱ مارچ سنہ ۱۶ کو ختم ہو گا علاوہ اصلی تخمینہ (۲ ½ لاکھ) کے ۵ ہزار آدمی اور درکار ہونگے ؛

نظر بندان مہرولی۔ (مسٹرز محمد علی و شوکت علی) کے گزارہ کے لئے سرکار نے ڈھائی ڈھائی سو روپے کی منظوری دی۔ رعایا نوازی ہے ؛

ہمدرد دھلی کے لئے ایک خاص سنسر مقرر ہوا جسکی منظوری بغیر کوئی مضمون شائع نہ ہو سکے گا ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ یکم جولائی ۱۹۱۵ء

کیا یہی وہ جماعت ہے؟

"برو۔ اے مدعی نادان چہ دانی قدر مستاں را"

کیا یہی وہ جماعت ہے جسے صحابہ کرامؓ کا نمونہ بتلایا جاتا ہے؟ کیا یہی وہ سلسلہ ہے جس کی نسبت دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اسلام کا سچا اور زندہ نمونہ پیش کرتا ہے؟ اس قسم کے سوالات ہوتے ہیں۔ جو مخالفین حق بعض اوقات کسی قسم کی ادنیٰ کمزوری ظاہر ہونے پر بھی اک طنز آمیز لہجہ میں ہمارے بھائیوں سے کر بیٹھتے ہیں۔ اور اگر ان کا تسلی بخش و مسکت جواب ادھر سے نہ ملے تو معترضوں کے دل میں زیغ و سوءظن انکار و استکبار کا زہریلا مادہ پہلے سے بھی زیادہ پیدا ہو جاتا ہے۔

اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہم میں کم و بیش ایسی باتیں وقتاً فوقتاً پائی جاتی ہیں جو سرسری فیصلہ کرنے والوں کی نظر میں محلِ نکتہ چینی و خوردہ گیری ٹھہر سکیں۔ اور کچھ شک نہیں کہ وہ ہمارے لیے مستوجب ندامت اور موجب فضیحت ہونی چاہئیں۔ کیونکہ اس جماعت کے کھڑا کرنے سے خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ تا دنیا کے واسطے اصلاح و ہدایت کا باعث بنے۔ پس جب ایک داعی الی الخیر کی حیثیت سے ہم دنیا کو حق و حکمت۔ بر و تقویٰ۔ صدق و صفا صلح کاری و پرہیزگاری کی طرف بلاتے ہیں۔ تو اسکا قابل تقلید نمونہ پہلے ہمکو خود ہونا چاہیئے۔ ورنہ یہی نہیں کہ اوروں پر ہمارا کوئی مفید اثر نہیں پڑنے کا۔ بلکہ ہم دوسروں کے لیے ٹھوکر کا موجب بن کر خود بھی قابل مواخذہ ہوں گے کیونکہ اس بارہ میں صاف ارشاد باریتعالیٰ موجود ہے کہ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ

فی الواقعہ یہ ایک زبردست مطالبہ ہے جو ہم سے ہر وقت ہو سکتا ہے اگر ہم صرف اقرار بیعت کو اپنے لیے کافی سمجھکر اپنی زندگی کے تمام تعلقات میں کوئی بہتر اور پاک تبدیلی پیدا نہ کریں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مقدس تعلیمات میں جا بجا اسپر بہت کچھ زور دیا ہے آپکے کلمات طیبات کا منشاء قریباً ہر تلقین ہدایت میں یہی پایا جاتا ہے کہ جو لوگ مجھ سے تعلق پیدا کریں وہ اسی اسلام کی جیتی جاگتی تصویریں ہوں جو تمام انبیاء علیہم السلام دنیا پر پیش کرتے رہے اور بالآخر حضرت ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اکمال دین و اتمام نعمت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسکو ہمارے واسطے پسند فرمایا۔ اور جسپر پورے پورے کاربند ہو کر آنحضرتؐ کے غلام ملک دنیا کے آقا اور امام بن گئے (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

پس جو کوئی مسیح موعود (ع م) کا نام لیوا کہلا کر اپنی اصلاح نہیں کرتا۔ وہ بلاشبہ اُن لوگوں کیلئے جو ابھی تک اس سلسلہ حقہ میں داخل نہیں ہوئے۔ الدین الخالص سے دوری و مہجوری کا سبب بنتا ہے۔ اور ضرور اسکو خدائے ذوالجلال کے حضور جوابدہ ہونا پڑے گا۔ کیونکہ نرا ایمان جو دل کے کسی گوشہ میں پنہان یا خالی اقرار جو نوک زبان پر عیاں ہو کچھ ایسا فائدہ نہیں دے سکتا خدائے کریم و رحیم کی نکتہ نوازی پر تو کوئی دارو غہ نہیں وہ جسے چاہے ادنےٰ نیکی سے خوش ہو کر نجات یافتوں میں داخل کر دے مگر اُسکا آئین محکم جو کتاب مجید کی شکل میں ہم کو وسائل نجات بتلانے کی غرض سے ملا۔ جا بجا اسی پر زور دیتا ہے کہ ایمان کے ساتھ عمل بھی ضرور ہونا چاہیئے۔ ذرا غور سے دیکھو تو قرآن کریم میں اٰمَنُوْا کے ساتھ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کی تاکیدات صدہا جگہ پاؤ گے۔ اور اگر حسن عمل کوئی امر لازمی نہ ہوتا تو صرف خیالی معتقدات اور زبانی دعووں کی متاع ارزان سے غالباً جہان بھر اُس گوہر مقصود کو خرید سکتا جسکے لیے خدا کے ہزاروں لاکھوں راستباز اور انکا ساتھ دینے والے ہمیشہ سے بڑی بڑی گرانقدر عملی قربانیاں اور مجاہدات کرتے چلے آئے ہیں۔ جلنے دو شوکت لفظی اور عالمانہ موشگافیوں کو۔ اس رمز کو سمجھنے کے لیئے تو دنیا میں صبح سے شام تک ہزارہا موٹی اور عام فہم مثالیں ہی پائی جاتی ہیں۔ دیکھو اس سرائے فانی کے ادنےٰ سے ادنےٰ سکھ بھی بغیر کچھ دکھ اٹھائے یا دام خرچ کئے حاصل نہیں ہوتے۔ تو بھلا نجات ابدی کیونکر یونہی مفت میں نصیب ہو سکتی ہے ہاں بلکہ اسکے حصول میں تو ایک نہایت نازک مرحلہ اور بھی پیش آتا ہے جو دنیوی مقاصد میں کم دیکھو گے۔ وہ یہ کہ نیک عمل کماؤ پھر بھی اسپر تکیہ نہ کرو۔ تسلیم و رضا طاعت و تقویٰ پرہیزگاری و نکوکاری کا اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ اپنی زندگی میں دکھلاؤ پھر بھی اسپر غرہ نہو بلکہ اُسیؐ کے فضل و کرم ہی کے خواستگار و امیدوار رہو تب کہیں اسکی بخشایش و رحمت اپنے سایہ میں لیتی ہے۔ ورنہ استکبار کی پاداش میں اچھے اچھے طاعت گزار نظروں سے گر کر حبط اعمال کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اللّٰھم احفظنا منہا۔

خیر یہ تو گویا ایک گھر کی بات تھی جو ہم اپنے برادران دینی کو گوش گزار کرنا بلکہ ہمیشہ زور دے دیکر جتلاتے رہنا ضروری سمجھتے ہیں اور انکا بھی نہایت اہم فرض ہے کہ ہمیشہ پوری پوری توجہ سے اسپر کان دھریں اور دل کی عزیمت کے ساتھ میدان عمل میں اس سے متاثر ہونے کا ثبوت پیش کرنیکو تیار ہو رہے ہیں

لیکن

جو لوگ ہمیں مطعون کرتے یا ہماری ذرا ذرا سی فروگزاشتوں سے سلسلہ حقہ پر بدظن ہو کر معرفت امام آخرالزمان کی نعمت سے محروم رہتے ہیں۔ اُن سے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کیا خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل آن کر اپنے سارے ماننے والوں کو بالکل فرشتہ سیرت یا معاذ اللہ مثل خدا کی ذاتِ واحد کے جملہ عیوب و نقائص سے مبرا بنا جایا کرتے ہیں؟ کیا خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید میں نہیں فرمایا کہ "خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا" انسان فطرۃً بہت سی کمزوریوں کا پتلا ہے۔ اور بتقاضائے بشریت اس سے وقتاً فوقتاً کسی نہ کسی قسم کی فروگزاشتیں ظہور میں آنا بالکل ممکن بلکہ ضروری ہے۔ ورنہ نعوذ باللہ خدا کی صفت رحیمی و مغفرت نہ معطل ہو جائے۔ معمولی کمزوریاں تو درکنار جو کبھی کبھی ہمارے افراد سے سرزد ہوتی ہونگی۔ کیا قرآن کریم میں قتل۔ زنا و سرقہ جیسے سنگین و شرمناک معاصی و جرائم کے لیئے حدود شرعیہ موجود نہیں ہیں؟ پھر آخر وہ کن کے واسطے ہیں۔ کیا غیر مسلم اقوام انکی پابند ہو سکتی ہیں؟ لا واللہ۔ اور کیا اُس انسان کامل کے اتباع سے جو جامع کمالات تھا۔ اور اپنے اتباع کے لیئے اسوۂ حسنہ۔ جو خیر البشر تھا اور افضل الرسل۔ جسکے فیض صحبت اور برکت اطاعت نے حیوانوں کو انسان پھر انسانوں سے با خدا انسان بنا دیا (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سارے ہی یکساں اخلاق فاضلہ اور روحانی مدارج اعلیٰ کے حصہ دار ہو گئے تھے؟ کیا لاکھ یا سوا لاکھ صحابیوںؓ میں جو آنحضرتؐ کی حیات طیبہ میں دولت ایمان سے مالا مال ہوئے سب کے سب ہی صدیق اکبرؓ۔ عمر فاروقؓ۔ عثمان غنیؓ۔ اور علی مرتضےٰ (رض) بن گئے تھے؟ اور کیا خود انہی پاک وجودوں کی نسبت طرح طرح کے ناپاک الزام اور دلکو پاش پاش کر دینے والی تہمتیں آج کے دن تک نہیں لگائی جاتیں؟

پھر غضب یہ کہ الزام دہندہ و تہمت تراشش حضرات بھی اُسی کلمہ گو زمرۂ مومنین میں سے ہیں جو حضور انور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا کہلاتے ہیں بلکہ اپنی اپنی جگہ پر اصل مومن و مسلم سمجھے جانے کے بزعم خود و احد حقدار وہی ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ تمہارے بہتر کے بہتر فرقے ذرا ذرا سی باتوں پر ایکدوسرے کو ناری قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ فروعی اختلاف تو شروع ہی سے چلا آیا ہے۔ آنحضرتؐ کے وقت میں تو وہ رحمت تھا مگر اب تمنے اپنی ہی شامت اعمال۔ اور تنگ خیالی و تعصب سے اسکو سراپا رحمت بلکہ موجب ضلالت و ہلاکت بنا لیا ہے۔ تو کیا معاذ اللہ ان تمام مقدمات پر یکجائی نظر ڈالکر تم اسبات کے لئے بھی تیار ہو کہ اُس ہادی برحقؐ کو اپنے مشن میں ناکام و نامراد گیا ہوا مان لو۔ استغفراللہ۔

اور اگر معاذ اللہ وہ محبوب رب ہی اپنے مدعائے رسالت میں بامراد و کامیاب نہو سکا۔ جسکا ہاتھ خدا کا ہاتھ تھا۔ (ید اللّٰہ فوق ایدیھم) اور جو مقام قرب میں بڑھتے بڑھتے "قاب قوسین او ادنیٰ" کے درجہ تک پہنچا (م) تو کیا پھر تم اُن انبیاء و مرسلینؑ میں سے کسی کو اپنا شفیع و پیشوا پکڑو گے جنمیں سے بعضونکو ساری ساری عمر جنکے گزر گئی مگر آنحضرتؐ کی امت کا ہزارواں ۔۔ حصہ بھی پیرو آخر دم تک میسر نہ آسکے۔ اور جو ہوئے انہیں بھی بہتوں نے آزمائش کے وقت بیوفائی اور غداری دکھلائی۔ اور اپنے طرز عمل سے نفاق و ضعف ایمان کا ثبوت پیش کیا؟ پس اگر آپس کے الزامی اختلافات افراد ملت کے مدارج میں عدم مساوات یا افراد کی شخصی کمزوریاں وہاں حضورؐ کی منزل شان نہیں یا آپؐ کے صدق و حق پر مستلزم شک و شبہ نہیں ہو سکیتیں۔ تو پھر یہاں کیوں اُسی معیار سے کام نہیں لیتے؟ مسیح موعود کا دعویٰ ان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منصب اعلےٰ سے بڑھ کر تو نہیں بلکہ آپؐ ہی کی غلامی سے آپؐ ہی کے روز بعثت ثانیہ ہونے کا ہے جس کی آپؐ ہی نے بشارت دی تھی بلکہ خود خدا نے بھی اپنے کلام پاک میں صراحتہً اسکا پتہ دیا ہے (وَّاٰخرین منھم) تو اے مسلمانو! تم کیوں نہیں اس سلسلہ کے متعلق اُسی منہاج پر غور کرتے۔ کیوں اپنے من گھڑت پیمانوں سے ناپ کر انہیں فیل کرتے اور کیوں ہماری جزوی کمزوریوں سے ٹھوکر کھا کر ... نعمت ہدایت کو ہی رد کیے دیتے ہو؟ دیکھو قرآن شریف

میں حسن ظن کی بڑی تاکید ہے تم کیوں زید بکر کی فروگزاشتوں سے بدگمان ہو کر بانئے سلسلہؑ اس کی پاک تعلیمات اور ساری ہی جماعت کو عیب دار فرض کیے لیتے ہو؟ کیا تمہیں اتنا بھی خوف خدا نہیں کہ صریح ارشاد الٰہی (لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ) کے برخلاف ایک کی غلطی کا ذمہ دار سبکو گردانتے اور ان ساروں کو بلا تحقیق گمراہ و خطا کار سمجھ کر کفر و انکار کا وبال ناحق اپنے سر لیتے ہو۔ اسلام تو اُن بدنصیبوں کو بھی مجرم ہی قرار دیتا ہے جنھوں نے خود ماموروں میں اپنے نزدیک نقائص دیکھ کر ان کی تکذیب کی پھر تم بعض پیرووں کی شخصی کمزوریوں سے بیزار ہو کر ان کے امامؑ اور ساری جماعت پر فتوائے کفر و ضلالت لگانے میں کیسے حق بجانب ہو سکتے ہو۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ ستر ستر گز لمبی ٹرین میں انجن ایک ہی ہوتا ہے۔ باقی سب گاڑیاں اور ساری فرسٹ کلاس کی نہیں ہوتیں مگر زنجیر (سلسلہ) کے تعلق سے وہ انجن سبھی کو کھینچکر لیجاتا اور منزل مقصود تک پہنچا کے چھوڑتا ہے۔ خدارا کچھ تو سوچو بے عیب تو ایک خدا کی ہی ذات ہے۔ بلکہ اسکے کاموں میں بھی نقص نکالنے والے ہزاروں لاکھوں خبیث اس دنیا میں موجود ہیں۔ اور انبیاءؑ میں سے کوئی بھی منکروں کے طعن و ملامت اور استہزاء سے نہیں بچا (یاحسرۃ علی العباد الآیہ)

تم اگر ذرا حسن ظن سے کام لو اور مرکز احمدیت میں آن کر کچھ دن رہ کے بنظر غور و انصاف دیکھو تو یہاں کے شبانہ روز مشاغل تمکو خود بتلا دینگے کہ نام نہاد مسلمانوں اور مسیح موعودؑ کی جماعت میں دینی نقطۂ نظر سے کیا فرق و امتیاز ہے؟ اور آیا یہی وہ جماعت ہے کہ نہیں جو آخری زمانہ میں دین حق کی لاج رکھنے کو خدا کے سپاہی بنکر کھڑی ہونی مقدر تھی؟ اگر تم محض ظاہر پرستوں جلد بازوں اور خود پسندوں کی طرح ذرا ذرا سی باتوں کی گرفت کر کے مامور حق کے کفر و انکار کا بہانہ ڈھونڈتے رہنے کو ہی باعث نجات سمجھتے ہو تو تم جانو تمہارا کام۔ ہم تو سنت انبیاء میں ایک ہی نظیر اسطرح معرفت حق و حصول ہدایت کی پاتے نہیں بس جاؤ اپنا کام کرو۔ تمہیں ان ... تعلق؟ نبوت و رسالت کا سارا سلسلہ ہی تمہارے حساب معاذ اللہ نہ رہے قصتے فسانے اور ... تو تم کیا جانو ہم کون ہیں کیسے ہیں۔ اور ... ہمارا ... کیا ہے؟ ❊

پُورے پانسو ہو گئے

حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ مدظلہٗ کے فراہم کردہ چندوں کی میزان ساڑھے چار سو روپے تک تو پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ اب بلغ ۵۰۰ روپے۔ اور آنمکرم کی طرف سے بمد ترقی اسلام موصول ہوئے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء اس پیر مرد جوانہمت کی یہ سرگرمی سُن سن کر حاسدوں کے دل جلکے کباب ہوتے ہونگے کیونکہ اُنکی نظر میں ایسے بزرگوں کا وجود یوں بھی خار کیطرح کھٹکتا ہے۔ پھر اگر ان سے کوئی کار خیر بن پڑے یا انہیں کسی مقصد میں کامیابی ہو تو اور بھی تلخکامی اُن کے گلوگیر ہونی چاہیئے۔ مقام عبرت ہے کہ یہاں ہم خرما و ہم ثواب اور وہاں دو گونہ رنج و عذاب

اُنہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

حضرت نواب صاحب کا عطیہ

ناظرین کرام کو معلوم ہوگا کہ مولوی محمد علی صاحب یہاں سے جاتے وقت جہاں کئی ہزار کی لاگت کا ترجمہ قرآن اور صدہا روپے کا کتب خانہ بالکل ناحق نارواے گئے۔ اور باوجود اِدھر کے واجبی مطالبات کے بالکل چپ لگا بیٹھے۔ اِن کے ساتھ ہی ساڑھے تین پونے چار سو روپے کا نیا ٹائپ رائٹر بھی انہوں نے تاحال ناجائز طور پر اپنے قبضہ میں رکھا ہوا ہے۔ جس کی عدم موجودگی سے سلسلہ عالیہ کے بعض ضروری کاموں کا حرج ہوتا تھا۔ مگر اب جماعت کو مشکور ہونا چاہیئے کہ حضرت نواب محمد علیخان صاحب دام اقبالہٗ نے اپنا ٹائپ رائٹر صدر انجمن کو مرحمت فرمایا ہے جو اسی کا ہم قیمت ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء ❊ یہاں تو سارا کاروبار ہی خدا کا ہے وہ

فہرست نومبایعین

حسن بی بی زوجہ علی بخش صاحب گوردا سپور	نکم بی بی زوجہ حشمت علی صاحب گورداسپور
راجو زوجہ غلام علی صاحب ،،	سلطان بی بی زوجہ خیر الدین صاحب ،،
رحمت بی بی زوجہ برکت علی صاحب ،،	مہتاب بی بی زوجہ مہر دین صاحب ،،
فتح بی بی زوجہ سلطان علی صاحب ،،	ماموں والدہ بشیر صاحب ،،
رحمت بی بی والدہ علی بخش صاحب ،،	بانو والدہ علی محمد صاحب ،،
رحمت بی بی زوجہ اسمعیل صاحب ،،	شمس ... زوجہ غلام ... ،،
جنداں زوجہ رحمان صاحب ،،	عائشہ بی بی زوجہ ... بخش صاحب ،،

دعوت الی الخیر

بمبئی میں تبلیغ

عاجز نے حیدر آباد سے واپسی پر ایک ضروری کام کی خاطر بمبئی کا راستہ اختیار کیا۔ مکرم سید بشارت احمدؐ صاحب و میاں احمدؐ صاحب ریلوے جنکشن منماڈ تک ہمارے ساتھ آئے۔ ریاست حیدر آباد میں آخری کام اورنگ آباد میں تبلیغ کا تھا جہاں ایک پبلک جلسہ میں حافظ صاحب نے اور عاجز نے حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے اور دلائل بیان کرتے ہوئے مفصل تقریریں کیں تقریروں کے بعد ایک مولوی صاحب نے کچھ تردیدی بیان کی بھی کوشش کی جس کی ناکامی نے ہماری تقریروں کے اثر کو اور بھی پختہ کر دیا فالحمد للہ۔ حافظ صاحب و سید بشارت احمدؐ صاحب نے ان کا کچھ مختصر جواب بھی دیا۔ وہاں پبلک پر بہت اچھا اثر ہؤا۔ اور شہر میں احمدیت کا چرچا پھیلا۔ وہاں کے مکرم احباب ابوالحمید صاحب آزاد اور برادر غازی الدین صاحب پوسٹماسٹر کے ہم مشکور ہیں۔ ۱۲ر جون کی صبح کو ہم بمبئی پہنچے۔ عاجز کے حیدر آبادی لیکچروں کی خبر پانے کے سبب بمبئی کے تھاسوفیکل ہال کے سکرٹری صاحب نے میرے چند لیکچر کرانے کی خواہش کی۔ مگر کمئی فرصت کے سبب میں ان کی خواہش کو پورا نہ کر سکا۔ اور اگرچہ یہاں تبلیغ کے واسطے کوئی ارادہ اور انتظام نہ تھا تاہم خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک شام کو عجیب اتفاق ہؤا۔ ہمیں معلوم ہؤا۔ کہ ایک جگہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین مباحثہ ہے۔ ہم بھی بہمراہی چودہری سردار علی صاحب وہاں پہنچے۔ مکان برلب سڑک تھا اور بسبب کمی گنجایش ایک بڑا مجمع سڑک پر بھی جمع تھا مباحثہ ہو رہا تھا۔ ایک مولوی صاحب پرجوش تقریر کر رہے تھے۔ انجیل کا ایک فقرہ زیر بحث تھا۔ کوئی آدھ گھنٹہ عاجز نے فریقین کی تقریریں سنی۔ اس کے بعد طرفین کی اجازت سے میں کھڑا ہؤا اور سامعین کو مخاطب کر کے میں نے کہا کہ میں ایک مسافر ہوں دو تین روز میں چلا جاؤں گا۔ فریقین کے امر زیر بحث پر میں کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ بلکہ حضرت مسیحؑ اور عیسویت کے متعلق کچھ اپنے خیالات آپ لوگوں کو سناتا ہوں۔ اول میں نے بائبل کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو اختصاراً بیان کیا۔ پھر حضرت مسیح کی پہلی آمد کا منشاء بتلایا اس کے بعد اس کی آمد ثانی کی ضرورت اور طرز و طریق آمد بتلا کر یہ خوشخبری سنائی۔ کہ وہ آگیا ہے اور حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے حالات سنائے۔ جسکو سب نے بہت دلچسپی اور محبت سے سنا۔ سو خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ تبلیغ کا عمدہ موقعہ خود بخود پیدا ہو گیا ؛

میرے نزدیک بمبئی میں تبلیغ کا میدان بہت وسیع ہے ہر مذہب و ملت کے لوگ یہاں ملتے ہیں۔ ٹریم گاڑی میں بیٹھے بیٹھے میں نے کئی لوگوں کو تبلیغ کی ہے۔ اور حضرت نبی اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے کی خبر دی ہے۔ مسلمانوں کے علاوہ بعض پارسیوں عیسائیوں اور یہودیوں سے بھی گفتگو کا موقعہ ملا ہے۔ سب اس بشارۃ کو غور سے سنتے ہیں۔ اور مزید حالات کے معلوم کرنے کے خواہاں دکھائی دیتے ہیں ؛

عاجز محمدؐ صادق عفی اللہ عنہ

یوپی میں

حضرت مولینا سید سرور شاہ صاحب اور مولوی میر قاسم علی صاحب نے چھبرہ پہنچ کر تبلیغ حق شروع کر دی ہے جو لوگ پہلے بوجہ بےخبری احمدیت سے بے اعتنائی برتتے تھے۔ اب ہمارے مبلغوں کی تقریرین سن سن کر خدا کے فضل سے سلسلہ کے حالات اور اس سے مانوس ہوتے جاتے ہیں۔ فالحمد للہ علی ذلک بعض متلاشیان حق سارے سارے دن بشوق و توجہ دلی مسیح موعود کا پیغام سنتے ہیں بلکہ مولنا صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ بعض سعید الفطرۃ اشخاص نے تو اپنے جملہ شکوک کا رفع ہو جانے کا اقرار بھی کر لیا۔ بعض اس راہ ہدیٰ کا ایک بڑا حصہ طے کر چکے ہیں ؛

غرض ایک خاصی جماعت احمدیت کے دروازہ پر آگئی ہے کئی صاحب تو اپنی نیز دوسروں کی نسبت کہتے ہیں کہ "آپ احمدی ہوئے" (انشاء اللہ) پبلک لیکچر کے متعلق ابتدا کچھ مشکلات پیش آئیں۔ لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ سب انتظام خاطر خواہ ہو گیا۔ ۲۳ر جون کو ۸ بجے شام کے دونو بزرگوں کی تقریریں ۲ گھنٹے تک ہوتی رہیں حاضرین پر بہت اچھا اثر پڑا۔ اور انہوں نے مزید لیکچروں کی آرزو ظاہر کی۔ خدا کی شان وہی مقامی حکام جو بنظر احتیاط پہلے متامل تھے۔ اسقدر مہربانی و مدارات سے پیش آئے کہ حمد اللہ و شکر اللہ حتّےٰ کہ انہیں بھی اچھی طرح تبلیغ ہو گئی۔ اور انہوں نے سلسلہ نیز بانی سلسلہ کے حالات سنکر بہت کچھ طمانیت و مسرت کا اظہار کیا۔ اور لطف یہ کہ شروع میں باوجود ظاہری آثار ناکامی کے مولیٰ کریم نے ایک ایسا مبشر رؤیاء دکھلا دیا۔ جس کی واقعات نے گویا حرف بحرف تعبیر و تصدیق کر دی۔ (ملخص)

پنجاب میں

ماسٹر عبدالرحیم صاحب کی چٹھی مورخہ ۲۴ جون سے معلوم ہوتا ہے کہ روپڑ میں باوجودیکہ مولوی ملانوں نے سخت مزاحمت کی ہمسایہ میں بھی بہت کچھ شور و شر برپا کیا۔ حکام کے حضور بھی واویلا مچایا۔ مگر الحمد للہ کہ آخر مولیٰ کریم کے فضل و کرم سے ۱۲ر جون کی شام کو سارے سامان خاطر خواہ ہو گئے۔ اور ماسٹر صاحب نیز شیخ محمدؐ یوسف صاحب دونوں کو تقریرین کرنے کا موقعہ مل گیا۔ بہت سے تعلیمیافتہ لوگ شریک جلسہ ہوئے۔ اور اچھا اثر لے کر گئے۔ بلکہ بعض نے آریوں کے مقابلہ میں پھر بھی آنے کی ہم سے خواہش ظاہر کی۔ تو ادھر سے جواب دیا گیا کہ ہاں اگر ہمارے امام کی اجازت ہو تو انشاء اللہ بخوشی حاضر ہو سکیں گے۔ وہاں سے ہمارے مبلّغ بیلہ پہنچے۔ جہاں برادر نور محمدؐ صاحب نمبردار حسن پور نے اپنی برادری کو تبلیغ کی غرض سے بلا رکھا تھا۔ چنانچہ ۲۲ر کو قبل از نماز ظہر ایک باغ میں جلسہ ہؤا۔ اور ماسٹر صاحب و مولوی عبید اللہ صاحب نے تقریریں کیں۔ اور مسیح موعود کا پیام پہنچایا گیا۔ پھر ہندو وغیرہ بھی آگئے۔ اور شیخ محمدؐ یوسف صاحب نے آریہ دسکھ مذہب کے متعلق لیکچر دیا۔ جسے لوگوں نے توجہ سے سنا اور باوجود موقعہ دئے جانے کے کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اس تقریر کے خاتمہ پر حضرت مسیح موعود کے دعاوی مسیح موعودؑ و کرشن کو پیش کیا گیا۔ ۲۳ر کی صبح کو بذریعہ کشتی ماچھی واڑہ پہنچے۔ کشتی میں بھی لوگوں کو تبلیغ کیگئی ماچھی واڑہ میں شیخ صاحب و مولوی عبید اللہ صاحب نے اسلام و سلسلہ احمدیہ کی تائید میں تقریرین کیں۔ اور مولوی عبید اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی ضرورت بیان کی۔ مخالفین پہلے کچھ اعتراضات پیش کرنے لگے۔ پھر خدا نے خود ہی ان کا منہ بند کر دیا۔ ۲۴ر کو ماچھی واڑہ سے روانہ لدھیانہ ہو گئے ؛

بمبئی میں تبلیغ ۲

۲۴ جون کی شام کو ایک پبلک جلسہ میں جسمیں مسلم۔ یہود۔ نصاریٰ اور پارسی موجود تھے۔ عاجز نے چند مسیحی منادوں کے ساتھ مباحثہ کے طرز میں حضرت مسیح کی آمد ثانی پر ایک تقریر ایک گھنٹہ تک کی جسمیں مسیح کی آمد ثانی کی تاریخ اور وقت اور علامات قدرت انجیل۔ قرآن شریف۔ احادیث اور پارسیوں کی کتب سے بیان کئے۔ کتاب دانیال سے دکھایا گیا کہ مسیح کی آمد ثانی سنہ ۱۲۹۰ ہجری ہے۔ اور عیسائیوں کی بعض کتب کے مطابق سنہ ۱۸۹۰ عیسوی ہے۔ اور یہود بھی ایسا ہی کے قائل ہیں۔ کہ دوسرا مسیح کامیاب ہوگا۔ شادی کریگا۔ ۴۰ سال تبلیغ کریگا اسکا بیٹا اس کا جانشین ہوگا (یہودی عالم حییم نام نے جو حاضر وقت تھا ان باتوں کی تصدیق کی) پھر زمانہ کی حالت کو بیان کیا گیا۔ پیشگوئیوں کے سمجھنے میں جو غلطیاں لگتی ہیں ان کا ذکر کیا گیا۔ پھر حضرت مرزا صاحب کے دعوی اور دلائل کو مفصل بیان کیا گیا۔ یہودی اور پارسی تو حیران ہی تھے کہ یہ معلومات مجھے کہاں سے حاصل ہوئے۔ بلکہ یہودی عالم تو کہنے لگے کہ آپ دراصل بنی اسرائیل ہیں میری تقریر کے بعد ماسٹر ازی کیل۔ ماسٹر امانوئیل۔ مسٹر فیلپ اور ڈاکٹر لال صاحب نے یکے بعد دیگرے تقریریں کیں۔ خلاصہ جن کا یہ تھا کہ مسیح نے خود کہا ہے کہ بہتیرے میرے نام پر جھوٹے مسیح آئیں گے۔ اس کا جواب پھر عاجز نے دیا کہ بہتیرے جھوٹے آچکے۔ اسپین۔ فرانس۔ روس۔ بیت المقدس وغیرہ میں قریب تیس اشخاص کے ایسے ہو چکے ہیں جنھوں نے مسیح ہونے کا دعوے کیا وہ سب جھوٹے تھے۔ دجال تھے۔ مگر آخر سچے نے بھی آنا تھا۔ سو وہ آیا نشانات کے ساتھ۔ کرامات کے ساتھ۔ معجزات کے ساتھ۔ مبارک ہیں وہ جو اسے قبول کریں۔ اور خدا کی رحمت کے سایہ تلے آجائیں۔ اے پارسیو اگر تم نے اپنی پہلی کتب کے وعدوں کے مطابق ان انبیاء کو نہیں مانا۔ جو گذر چکے تو اب اس وقت کے نبی کو مانو تاکہ تمہارے پچھلے گناہ معاف ہوں۔ اور اے یہود اگر آپ مسیح اول کو نہ پہچان سکے تو اس کی آمد ثانی میں اس کو قبول کرو تاکہ ان وعدوں کے تم وارث ٹھہرو۔ جو خداوند خدا نے ہمارے باپ ابراہیم کے ساتھ کئے تھے۔ اور اے نصاریٰ اگر تم نے وہ نبی کے نہ پہچاننے میں غلطی کھائی۔ تو آؤ۔ اب مسیح کے جھنڈے کے نیچے آجاؤ تاکہ پچھلے گناہوں کا کفارہ ان نیکیوں کے ساتھ ہو جائے اور اے مسلم بھائیو اگر تم اپنی غفلت اور کاہلی کے سبب اپنے خدا کو بھول گئے ہو تو موعود مسیح کے ذریعہ پھر اس دولت کو پالو۔ اور آسمانی برکات کے مالک بنو ◆

بعد مباحثہ بہتوں نے ہمارے مکان کا پتہ دریافت کیا ◆

محمد صادق عفی اللہ عنہ

بنگال میں

بریسال میں حکیم خلیل احمد صاحب کی تین چار روز تک ایک مولوی صاحب کے ساتھ گفتگو ہوتی رہی۔ الحمد للہ کہ ان پر بہت اچھا اثر ہوا یہ شخص بہت متقی اور نیک انسان ہے۔ قرآن کریم کے ساتھ بہت محبت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ کو احمدی کہیں جب بیعت کے واسطے کہا گیا تو بولے کہ سلسلہ احمدیہ کی باتوں کو جس طرح آپ نے پیش کیا۔ اور کتابوں سے پڑھ کر سنایا ان کا ماننا تو ضروری ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک دنیا مانیگی مگر مزید غور کیلئے مجھے کچھ مہلت چاہیئے۔ بریسال سے حکیم صاحب ۲۰ جون کو مونگھیر پہونچے۔ یہاں مقدمہ مسجد میں ہائیکورٹ تک اپیل کرنے کے متعلق احباب کو حضرت خلیفۂ برحق کے حکم کا انتظار ہے۔ ایک دوست نے صہ روپے ترقی اسلام کی اعانت میں دئے ◆

انگلستان میں

چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے بدستور اپنے فرض تبلیغ میں گرمی سے مشغول ہیں۔ فوکسٹن میں انکے لیکچر بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئے۔ چند نئے متلاشیان حق سے بھی ملاقات پیدا کر لی ہے۔ جن کو آیندہ اسلام و احمدیت کی تائید میں رسالے اور ٹریکٹ وغیرہ بھیجے جایا کرینگے۔ ایک کلرک کام بڑھ جانیکی وجہ سے ہاتھ بٹانے کو رکھ لیا ہے۔ ہائیڈ پارک میں لیکچر شروع کرنے کا بھی موسم آگیا ہے۔ جسمیں .. .. سے مدد لینے کا سوال زیر غور ہے۔ چودھری صاحب نے لندن وغیرہ کے بعض متلاشیان حق کے خطوط بھی بجنسہ بھیجے ہیں جن سے پایا جاتا ہے کہ یہ لوگ سلسلہ حقہ کے لٹریچر کو بڑے شوق و توجہ سے پڑھ کر اس سے فائدہ اٹھاتے اور بفضلہ تعالیٰ روز بروز حقیقی اسلام کے قریب آتے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو قبول حق کی توفیق دے۔ آمین ◆

بمبئی میں تبلیغ نمبر ۳

۲۶ جون کی شام کو انجمن ضیاء الاسلام میں میرا اور حافظ صاحب کا لیکچر ہوا۔ وہاں چند پادری صاحبان بھی لیکچروں کے سننے اور سوالات کرنے کے واسطے تشریف فرما تھے۔ اور انکی طرف سے ایک سوال بھی تھا کہ قرآن شریف کے صحیح اور اپنی اصلی حالت پر ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ عاجز نے قرآن شریف کے صحیح اور اصلی حالت پر ہونے کے مضمون کو ہی لے کر اور بائبل کی حالت سے مقابلہ کر کے یہ امر ثابت کیا کہ اس وقت اگر کوئی کتاب اللہ تعالے کی خاص حفاظت کے نیچے ہے تو وہ صرف قرآن شریف ہے۔ اور اس کیواسطے بہت سے دلائل بیان کرتے ہوئے آخری دلیل فیضان قرآن شریف کی مثال میں حضرت مرزا صاحب کا اس زمانہ میں مکالمہ و مخاطبہ الہیہ سے مشرف ہو کر نبوت اور مسیحیت کا خطاب حاصل کرنے کا ذکر کیا گیا۔ پادری صاحب نے بائبل کے متعلق بعض باتوں کا جواب دینے کی کوشش کی۔ مگر جواب ایسا تھا جس سے میری تائید ہوئی۔ مثلاً میں نے کہا کہ ہائی چرچ کی بائبل میں بارہ صحیفے زائد ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ہائی چرچ والے ان کو الہامی نہیں مانتے۔ البتہ رومن کیتھولک لوگ الہامی مانتے ہیں۔ اس سے ہمارا مطلب حل ہوتا تھا کہ عیسائی فرقوں میں خود بائبل کے بعض حصوں کے متعلق اتنا بڑا اختلاف ہے۔ الغرض مباحثہ دلچسپ ہوا۔ ان لیکچروں کے حاضرین میں ایک صاحب میاں غلام نبی نام جو کہ ہمارے عزیز دوست چودہری سردار علی صاحب سے تبلیغ حاصل کر رہے تھے۔ عاجز کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے اللہ تعالیٰ استقامت عطا کرے ◆ آمین۔

ہم انشاء اللہ یکم جولائی کو قادیان پہنچیں گے۔ محمد صادق

رسالہ مسیح یا محمد مفت۔

تمام احباب کو اطلاع دیجاتی ہے کہ رسالہ مسیح یا محمد جس میں ماسٹر عبد الرحمن صاحب نے دو رسالوں (مسیح یا محمد کس پر بھروسہ کرینگے؟ ہمارا کون شفیع کامل ہو گا؟) کا جواب دیا ہے صرف آدھ آنہ محصول ڈاک بھیجنے پر مفت روانہ ہوگا۔ ڈاکٹر فضل کریم صاحب نے افریقہ سے اسکے لئے دو روپے ارسال کئے ہیں کہ یہ رسالہ ۲۰۰ جلد مفت تقسیم کرو۔ جلد درخواستیں آئیں بنام مینجر تشحیذ الاذہان ◆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی

ایدہ اللہ بنصرہ

(فرمودہ ۲۵ - جون سنہ ۱۵ء)

یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون ۳-۹۷

تمام انسانوں کی حالتیں مختلف تعلقات مختلف اعمال اور مختلف واقعات کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہیں۔ ایک انسان کی جو حالت ہوتی ہے۔ وہ دوسرے کی نہیں ہوتی۔ اور جو دوسرے کی ہوتی ہے وہ تیسرے کی نہیں ہوتی۔ کوئی بڑا تندرست اور قوی ہوتا ہے تو کوئی نہایت ضعیف اور بیمار رہتا ہے کوئی بڑا عالم اور واقف کار ہوتا ہے تو کوئی بالکل جاہل اور کودن ہوتا ہے۔ کوئی استنباط اور ایجاد کی بڑی قابلیت رکھتا ہے۔ تو کوئی واضح سے واضح بات کے سمجھانے پر بھی نہیں سمجھتا کوئی دین کی طرف بہت توجہ رکھنے والا ہوتا ہے۔ تو کوئی دین سے بالکل بے پروا۔ کوئی دنیا میں بہت ہی منہمک ہوتا ہے۔ تو کوئی صبح کے کھانے کے بعد شام کے کھانے کی بھی فکر نہیں رکھتا غرض ہر ایک انسان کی حالت ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ اور مختلف حالات کے ماتحت بدلتی رہتی ہے۔ ایک انسان ہوتا ہے۔ اسکے خیالات ایک اور انسان سے جو دوسرے لوگوں سے تعلقات رکھتا ہے مختلف ہوتے ہیں جسطرح انسانوں کی ہر ایک چیز میں اختلاف ہے مثلاً علم میں صحت میں۔ عزت میں۔ آبرو میں۔ طاقت میں۔ کمزوری میں۔ دولت میں غربت میں۔ زبان میں۔ شکل وصورت وغیرہ وغیرہ میں اسی طرح ان کی موتوں میں بھی اختلاف ہے۔ ایک بہت بڑا فرق جو ظاہرہ طور پر نظر آتا ہے۔ وہ تو یہ ہے کہ ایک بچپن میں بلکہ ماں کے پیٹ میں ہی مرجاتا ہے۔ ایک کچھ دن کے بعد مرتا ہے ایک چلنے پھرنے کے بعد ایک جوانی میں۔ ایک بڑھاپے میں اور ایک ارذل عمر کو پہنچ کر مرتا ہے۔ پھر جسمانی لحاظ سے کسی کی موت ہیضے سے کسی کی تپ سے کسی کی کھانسی سے کسی کی سِل سے کسی کی دق سے کسی کی تو تشنج سے کسی کی نمونیہ سے ہوتی ہے کوئی گولی کھا کر مرتا ہے کسی کا رشتہ حیات تلوار کاٹتی ہے کوئی مکان سے گر کر جان دیتا ہے کسی کا پاؤں پھسل کر دم ہوا ہوجاتا ہے۔ کوئی قتل کر دیا جاتا ہے کسی کو زہر دیا جاتا ہے۔ غرضیکہ بیسیوں نہیں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزار ہا اقسام ہیں جن سے انسان موت کا مزا چکھتے ہوئے دنیا سے گزرتے ہیں۔ یہ تو موت کے طریق ہیں۔ پھر موت ہی میں ایک اور بھی اختلاف ہے۔ کوئی انسان اپنے کاموں سے فارغ ہو چکتا ہے تب اسے موت آتی ہے۔ کوئی ابھی کام کو شروع ہی کرتا ہے کہ جان نکل جاتی ہے کوئی کام کرتے کرتے اِس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ امروز فردا پر اسکی کامیابی ہوتی ہے تو مرجاتا ہے۔ یہ بھی ایک اختلاف ہے۔ ایک اختلاف تو یہ تھا کہ کس عمر میں موت آئی۔ دوسرا یہ کہ کس طریق سے آئی۔ تیسرا یہ کہ کس حالت میں آئی۔ پس کوئی تو خوشی کی موت مرتا ہے اور کوئی رنج کی۔ کوئی قوم کی بہتری اور پیاروں کے فائدے کے لیئے جان دیتا ہے۔ اور کوئی ایسی موت مرتا ہے۔ کہ اسکے سامنے ذلت کا نظارہ کھنچا ہوتا ہے۔ ایک اور بھی اختلاف ہوتا ہے :-

(۱) ایک موت ایسی ہوتی ہے کہ وہ صرف مرنے والے کی موت ہوتی ہے (۲) ایک موت ایسی ہوتی ہے کہ وہ مرنے والے کی موت اور دنیا کے لیئے زندگی ہوتی ہے۔ (۳) ایک موت ایسی ہوتی ہے کہ مرنے والے کی موت۔ اور دنیا کی بھی موت ہوتی ہے (۴) ایک موت ایسی ہوتی ہے کہ مرنے والے کی زندگی ہوتی ہے۔ اور دنیا کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ مرنے والا جس کی موت اسکی اپنی ہی موت ہوتی ہے وہ ایسا شخص ہوتا ہے جو اپنے نفس میں تو گندا اور ناپاک ہوتا ہے مگر دنیا کے لیئے ضرررساں نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک شخص ایسا ہے جو خدا اور رسول کا منکر ہے لیکن دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ ایسا شخص جب مرتا ہے پھر وہ ہر طرح سے مرہی جاتا ہے۔ دنیا میں خدا تعالیٰ کا جو اس سے معاملہ تھا۔ وہ رحمانیت اور رحیمیت دونوں صفات کے ماتحت تھا مگر مرنے کے بعد صرف رحیمیت ہی ہوتی ہے۔ چنانچہ زندگی میں کوئی خدا کو گالیاں دے۔ رسول کو برا بھلا کہے خدا تعالیٰ اسے سامان زندگی دیتا ہی رہے گا۔ مگر مرنے کے بعد کا وہ زمانہ ہے۔ جبکہ بویا ہوا کاٹا جاتا ہے۔ اسلیئے گندے اور ناپاک انسان کی موت وہاں بھی موت ہی ہوتی ہے (۲) وہ موت جس سے مرنے والا تو مرجاتا ہے لیکن اس سے دنیا کی زندگی ہوتی ہے۔ یہ وہ انسان ہوتا ہے جو اپنے نفس میں تو گندا ہوتا ہی ہے لیکن دنیا کو بھی گندا کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً ایک ایسا کافر ہے جو دنیا کو کفر کی تبلیغ کرتا ہے۔ یا ایک ایسا ظالم ہے۔ جو دنیا پر ظلم کرتا ہے۔ یہ جب مرتا ہے تو اسپر موت آجاتی ہے مگر اس سے دنیا کی زندگی ہوتی ہے۔ کیونکہ بہت سے لوگ جو اسکے ذریعہ گند میں مبتلا ہونے والے تھے۔ یا ایسے لوگ جو اسکے ظلم کے نیچے دبے ہوئے تھے ان کی گردنیں آزاد ہوگئیں۔ (۳) وہ موت ہے جو مرنے والے کی بھی موت ہوتی ہے اور دنیا کی بھی موت ہوتی ہے۔ یہ ایسے شخص کی موت ہوتی ہے جو گو اپنے نفس میں کافر ہوتا ہے مگر دنیا کو اِس سے فائدہ پہنچتا ہے۔ مثلاً ایک کافر شخص ہو اور بڑا موجد سائنس۔ علم ہندسہ۔ جغرافیہ کے جاننے والا ہو یا حکمران منصف اور عادل ہو۔ بشرطیکہ کافر ہو جس کی موت سے دنیا کو نقصان پہونچے (۴) وہ موت ہے۔ جس سے مرنیوالے کی زندگی ہوتی ہے اور دنیا کا اِس سے کچھ تعلق نہیں ہوتا۔ یہ ایک ایسے مومن کی موت ہے جو المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ کے مطابق ہوتا ہے یعنی اسکی زبان اور ہاتھ کے ضرر سے لوگ محفوظ رہتے ہیں۔ جب ایسا شخص مرتا ہے تو وہ اپنے اعمال کے نیچے مرتا ہے۔ دنیا کے نفع ونقصان سے اسکا تعلق نہیں ہوتا۔ اِن سب موتوں سے بڑھ کر ایک اور موت ہے۔ جو بہت ترقی کرنے والے انسان کو نصیب ہوتی ہے وہ ایسی موت ہوتی ہے کہ مرنے والے کی زندگی ہوتی ہے۔ مگر دنیا کے لیئے وہ موت ہوتی ہے یہ ان لوگوں کی موت ہوتی ہے جو دین کے مبلغ اور خدا تعالیٰ کے پیارے اور رسول ہوتے ہیں موت ان کے لیئے تو عید ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ آج ہم اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو کر اپنے پیارے کے پاس کامیاب ہو کر جارہے ہیں۔ مگر ان کی وفات کا دن دنیا کے لیئے ایسا تاریک دن ہوتا ہے کہ اِس سے بڑھ کر اور کوئی دن نہیں ہوسکتا اسکا ایک نظارہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہے۔ آپنے وفات کے وقت فرمایا۔ الی الرفیق الاعلیٰ یعنی اے خدا مجھے اب دنیا کی زندگی پسند نہیں آپ ہی کے پاس آنا چاہتا ہوں۔ اُدھر تو یہ حال تھا، اِدھر ایک صحابیؓ آپؐ کی وفات کے متعلق فرماتے ہیں :- ؎

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

کہ تو ہماری آنکھوں کا نور تھا جب تو جاتا رہا۔ تو اب کوئی پڑا مرے ہمیں کیا۔ ہماری طرف سے ساری دنیا مر جائے۔ پس آخری اعلیٰ درجہ کی موت یہ ہے کہ انسان کی اِس سے زندگی ہو۔ اور دنیا کی موت ہو۔ ایک شاعر نے کیا اچھا کہا ہے کہتا ہے۔

انت الذی ولدتک امک باکیا
والناس حولک ضاحکون سرورا
فاحرص علی عمل تکون اذا بکوا

کہ او انسان تو وہی ہے۔ کہ جب تو پیدا ہوا تھا۔ تو روتا تھا۔ اور لوگ ہنستے تھے۔ اب تو ایسے عمل کر کہ جب تجھپر موت کا وقت آئے تو لوگ روئیں اور تو ہنسے۔ لوگ تو اسلئے روئیں کہ یہ شخص ہمارے لیئے ایک مفید وجود تھا۔ اب اسکے نہ ہونے کی وجہ سے نقصان ہوگا۔ اور تو اسلئے ہنسے کہ اب میں خدا کے حضور پہنچکر انعام پاؤنگا۔ اسطرح بات الٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ کہ مختلف موتیں دنیا میں آتی ہیں۔ مومن کو چاہیئے کہ تقویٰ میں اِس حد تک بڑھے کہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ جب تمپر موت وارد ہو تو تم مسلم ہو۔ مسلم کیا ہوتے ہیں۔ منقاد مطیع۔ اور فرمانبردار کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تمپر موت آئے تو تم اسکی فرمانبرداری میں لگے ہوئے ہو۔ غور کرنے کی بات ہے کہ جب کسی کو اللہ تعالیٰ کے کام میں لگے ہوئے ہونے کی حالت میں موت آئے گی تو اسکے لیئے کتنی خوشی کی موت ہوگی۔ پھر مسلم کی تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی ہے کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہٖ دوسری جگہ فرمایا۔ لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہٖ۔ اس وقت تک کوئی مسلمان نہیں ہوتا جبتک اپنے بھائی کے لیئے وہی بات پسند نہ کرے۔ جو اپنے لیئے کرتا ہے۔ تو مسلم کی تعریف میں دو باتیں ہوئیں۔ ایک یہ کہ اس سے کسی کو نقصان نہ پہنچے۔ دوسری یہ کہ اپنے نفس کو جتنا فائدہ پہنچانا چاہتا ہے اتنا ہی دوسروں کو بھی پہنچائے۔ ایسا انسان جب مرے گا۔ تو اسکی موت اسی آخری درجہ کی موت ہوگی۔ اِس آیت میں اس موت کے اختیار کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ کہ مومنو تم اس حالت تک پہنچ جاؤ کہ جب تم پر موت آئے تو دنیا تمپر روئے اور تم ہنسو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی ہی موت نصیب کرے۔ ہماری موتیں ہمارے لیئے زندگیاں ہوں۔ اور وہ فرائض جو خدا تعالیٰ نے ہمپر لگائے ہیں۔ ان سے ہم سبکدوش ہوکر جائیں۔ آمین (نوشتہ غلام نبی بلانوی)

فتاویٰ احمدیہ

غیر مسلموں کو تحفہ دینا

ایک صاحب نے دریافت کیا۔ کہ قربانی کا گوشت ہندو یا عیسائی یعنی غیر مذاہب کے دوستوں کو تحفہ دینا جائز ہے یا نہیں ✚

الجواب (از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) خواہ کوئی ہندو ہو یا عیسائی تحفہ دینا جائز ہے ✚

مراثیوں کی بدھائی

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ ہماری قوم کی رسم ہے کہ جب لڑکا پیدا ہو تو میراثی جو ہمارے آباؤ اجداد سے لیتے چلے آئے ہیں۔ اُس کی وِدھائی مانگتے ہیں۔ انہیں حسب توفیق کچھ دیدیا جاتا ہے۔ اور انکی حالت اور چال چلن کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ مجھے خدا تعالیٰ نے لڑکا دیا ہے۔ اسلیئے آبائی رسم کے مطابق مجھ سے بھی اپنا حق جتا کر مانگتے ہیں۔ اسکے متعلق کیا حکم ہے ✚

الجواب (〃) مومن کو اپنا مال ضائع نہیں کرنا چاہیئے یہ لغو رسومات ہیں۔ ان سے جہاں تک ہوسکے بچیں ✚

فیلڈ سروس میں نماز

ایک دوست نے میدان جنگ کو جاتے وقت حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں حاضر ہوکر پوچھا وہاں نماز کیسے پڑھیں گے؟

جواب۔ حضرت نے فرمایا جسطرح بن پڑے ہر حال میں پڑھ لو چھوڑنا ہرگز نہیں۔ چاہے ایک سے زیادہ اوقات کی ملاکر ہی پڑھ سکو ✚

بقایا فہرست وصایا پارچ (۱۵ء)

نمبر ۸۸۴۔ سماۃ نیاز خاتون زوجہ محمد یامین تاجر کتب سہارنپور حال قادیان نے اپنے زیور و مہر چار سو روپیہ کے دسویں حصہ کی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے لکھدیا ہے کہ میرے اسکے علاوہ ترکہ پر بھی اسیقدر حصہ سے یہ وصیت حاوی ہوگی ✚

نمبر ۸۸۵۔ سید محمد اشرف ولد علی محمد شاہ ساکن قادیان ضلع گورداسپور حال وارد راولپنڈی نے اپنے مکان پختہ دو منزل قیمتی تین ہزار کے دسوین حصہ کی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے لکھدیا ہے کہ میرے اسکے علاوہ ترکہ پر بھی اسیقدر حصہ سے یہ وصیت حاوی ہوگی ✚

نمبر ۸۸۶۔ سماۃ محمدی بیگم زوجہ محمد اشرف ساکن قادیان نے اپنے زیور معافیٰ کے دسوین حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے لکھدیا کہ میرے اسکے علاوہ ترکہ پر بھی اسیقدر حصہ سے یہ وصیت حاوی ہوگی

نمبر ۸۸۷۔ کرم بخش ولد نبی بخش ارائیں ساکن خانپور تحصیل سرہند ریاست پٹیالہ نے اپنی اراضی ۳ بیگہ اور مکان کچی قیمتی ۳۰۰ روپیہ کے ⅒ حصہ کی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے لکھدیا کہ میرے اِس کے علاوہ ترکہ پر بھی اسی قدر حصہ سے یہ وصیت حاوی ہوگی ✚

نمبر ۸۸۸۔ حسینا ولد حاکم ارائیں ساکن جانچہ تحصیل سرہند ریاست پٹیالہ نے اپنی اراضی للوعہ بیگہ اور دو مکان قیمتی دو صد روپیہ کے ⅒ حصہ کی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے لکھدیا ہے کہ اسی سال سے اراضی مذکور کی پیداوار دیتا رہوں گا ✚

نمبر ۸۸۹۔ سماۃ جیونی زوجہ کریم بخش نمبردار قوم ارائیں ساکن ریاست نابھہ نے اپنے زیور قیمتی ما ۱۳۰ روپیہ کے ⅒ حصہ کی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے لکھدیا ہے کہ میرے اسکے علاوہ ترکہ پر بھی اسیقدر حصہ سے یہ وصیت حاوی ہوگی ✚

نمبر ۸۹۰۔ نواب شاہ ولد حسن شاہ ساکن بن باجوہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ نے اپنی جائداد ۵۰ روپیہ کے دسوین حصہ کی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے لکھدیا ہے کہ میرے اسکے علاوہ ترکہ پر بھی اسیقدر حصہ سے یہ وصیت حاوی ہوگی ✚